




1655;U

"اترپردیش اردو اکاڈمی کی انعام یافتہ"



غنچہ وگل

"اترپردیش اردو اکاڈمی کی انعام یافتہ"



غنچہ و گل

نثار عبّاسی

عمران پبلیکیشن ۳۱۔ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد ۳

بار اوّل ... ایکہزار

سال اشاعت ... ۱۹۷۴ء

قیمت ... تین روپے پچاس پیسے

پرنٹر ... اسرار کریمی پریس الہ آباد ۳

پبلشر:

عمران پبلیکیشن ۳۱- دائرہ شاہ اجمل الہ آباد

فہرست

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	حسن سیرت ...	۱۱	۱۷	صبح نو	۴۰
۲	عبادت سب سے بہتر ہے اسی کی	۱۲	۱۸	گڑو میاں	۴۱
۳	وقت اور دریا ...	۱۳	۱۹	سحر خیزی	۴۲
۴	طوطا	۱۴	۲۰	[illegible]ی	۴۴
۵	طغیانی	۱۵	۲۱	[illegible] ...	۴۵
۶	ہماری پتنگ ...	۱۶	۲۲	[illegible]	۴۷
۷	قلم	۱۷	۲۳	ڈیفوڈلس	۴۹
۸	پہاڑ اور گلہری ...	۱۸	۲۴	کرو کوشش کرو کوشش کرو تم	۵۱
۹	مسافر آوارہ ...	۲۱	۲۵	بزدل ...	۵۳
۱۰	چشمۂ آب	۲۳	۲۶	قیدی فاختہ ...	۵۴
۱۱	مغنیِ جنگجو	۲۶	۲۷	تین عقلمند آدمی ...	۵۶
۱۲	پرسکون زندگی ...	۲۸	۲۸	شہد ...	۵۸
۱۳	اہل علم	۳۱	۲۹	آتش بازی ...	۶۲
۱۴	دعائے سال گزشتہ ...	۳۳	۳۰	شرارت ...	۶۵
۱۵	میری کیاری ...	۳۵	۳۱	کبوتر	۶۶
۱۶	گذارو زندگی ہنس بول کر تم	۳۷	۳۲	چیونٹی اور جھینگر ...	۶۸

نمبر	عنوانات	صفحہ
۳۳	ہماری موٹر ...	۷۰
۳۴	چھوٹے تارو ...	۷۱
۳۵	میاں کھلاڑی	۷۳
۳۶	نیتاؤں سے بچے اچھے ...	۷۴
۳۷	ہوا	۷۶
۳۸	ابوبن آدہم ...	۸۱
۳۹	آم	۸۴
۴۰	دھوم مچاتی سردی آئی	۸۵

نمبر	عنوانات	نمبر
۴۱	گڑیا	۸۶
۴۲	غبارہ	۸۷
۴۳	چلتی پھرتی اک دیوار ...	۸۸
۴۴	بلو میاں نے کی بسم اللہ ...	۹۰
۴۵	چاند پہ پہونچا ہے انسان ..	۹۱
۴۶	ٹافی	۹۲
۴۷	آم اور اتحاد	۹۳
۴۸	ہم پڑھنے والے بچے ہیں ...	۹۴
۴۹	دیکھئے مرغ چمن ہے نغمہ خواں ...	۹۵
۵۰	دادی اماں	۹۶

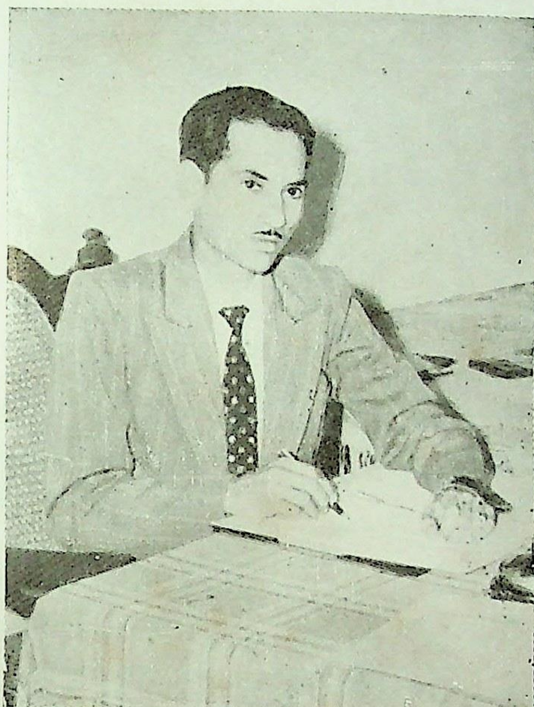
انتساب

ان بزرگوں کے نام

جن کے

سایۂ عاطفت میں بچوں کا ادب پروان چڑھا

" Forwarded with compliments from the Department of Culture, Government of India";



مری تصویر میری شخصیت بتلا نہیں سکتی
کہ صورت دل کی گہرائی کو ہرگز پا نہیں سکتی
یہ اک کاغذ کے ٹکڑے پر فقط صورت کا خاکہ ہے
کہ سیرت کی جھلک اسمیں نظر کچھ آ نہیں سکتی

[نثار عباسی

پیش لفظ

کتابی صورت میں غنچہ وگل دیکھ کر مصنف کے نفسیاتی پہلو پر غور کرنے سے پہلے یہ خیال ہوتا ہے کہ وجہ تسمیہ، کے پس پشت دو جذبات کارفرما ہیں ایک تو یہ کہ یہ شعری مجموعہ مرکب ہے ترجمہ وطبع زاد نظموں کا، دوسرے یہ کہ اس کی نظمیں بالغوں اور نابالغوں دونوں کے لئے ہیں ان ہی دونوں باتوں کو بہ حسن وخوبی انجام دینے سے نثار عباسی کی صلاحیتوں کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ جس طبقہ کو ترجمہ کرنے کی دقت سامنے نہیں آئی وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ یہ ادبی کاوش آسان مہم ہے مگر جن لوگوں کو عملی تجربہ ہے ان کی رائے میں ترجمہ کرنا تصنیف کرنے سے زیادہ دشوار ہے۔ یہ دشواری اگر نثر میں کم بھی ہو تو نظموں کے سلسلہ میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس مہم کو کامیابی سے سر کرنا بجائے خود ایک فن ہے۔ غنچہ وگل کے دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ نثار صاحب نے بڑی خوبی سے یہ فرض ادا کیا ہے۔ اصل مصنف کی تخلیقات کو اردو میں سمونے میں انھوں نے فکر وفن پر قدرت رکھنے کا پورا ثبوت دیا ہے۔ اصل نظم کی روح کو اپنی زبان کے پیکر میں اس طرح ڈھالا ہے کہ نہ اردو کی فنی صلاحیتیں مجروح ہوئی ہیں نہ مفہوم کے ابلاغ وترسیل کو ذہن نشین کرانے میں کوئی کمی ہوتی ہے اس سلسلہ میں یہ پہلو بھی جاذب دل ددماغ ہے کہ سیدھے سادے الفاظ میں

انھوں نے اپنی ادبی کاوش کو ہمارے سامنے پیش کیا۔ اس ضمن میں نہ مشکل الفاظ آئے ہیں نہ عربی فارسی کی ترکیبوں کا سہارا لیا گیا ہے روزمرہ اور بامحاورہ انداز بیان سے اپنا مفہوم اجاگر کرنے کی نثار صاحب نے ہر جگہ کوشش کی ہے۔

نثار صاحب کی شاعری مقصدی ہے وہ کہنے کے لئے شعر نہیں کہتے بلکہ اخلاقی و مفید مطلب باتیں پیش نظر رکھ کر اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو آسودہ کرتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان کا مقصد کسی ادبی اسکول یا مذہبی ادارہ سے وابستہ نہیں۔ ان کا پیام عام ہے ہر طبقہ و فرقہ کا آدمی بغیر کسی قید و بند کے ان کے خیالات سے مستفیض ہو سکتا ہے۔ ان کا یہ مقصد معنویت کے لحاظ سے بھی پُر اثر ہے اور زبان و بیان کی لطافت سے ہمکنار ہے۔

اعجاز حسین
نشیمن۔ الہ آباد

۲۵- ۱۰- ۶۷۴

حرفِ چند

"غنچہ و گل" آپ کے سامنے ہے۔ میں ان بے لاگ اور انصاف پسند تبصروں سے جو اس کتاب کے منظرِ عام پر آنے کے بعد مجھے موصول ہوں گے یا نظر سے گذریں گے زیادہ استفادہ کر سکوں گا اور آئندہ اشاعت میں وہ میرے لئے مشعلِ راہ بن سکیں گے۔

میں ان قدردانیوں کا جنھوں نے اکثر و بیشتر میری کاوشوں کو سراہا پسند کیا اور میری ہمت افزائی فرمائی مرہونِ منت ہوں اور قدرداں حضرات کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں۔

آپ کا

نثار عباسی

یکم اکتوبر ۱۹۷۴ء

" Forwarded with compliments from the Department of Culture, Government of India " ;

حسنِ سیرت

جس کو کہتے ہیں زندگی بچو ہے نہایت ہی قیمتی بچو!

دیکھو کرتے چلو تم اچھے کام تا کہ بن جائے زندگی بچو!

ہو کوئی رنگ کوئی صورت ہو مٹتی ہے سب کی تازگی بچو!

اس میں تخصیص کچھ نہیں ہرگز حسن سب کا ہے عارضی بچو!

حُسنِ صورت بہار دو دن کی چار دن کی ہے چاندنی بچو!

ہے اگر جاوداں تو حسنِ عمل

حُسنِ صورت ہے عارضی بچّو!

عبادت سب سے بہتر ہے اسی کی *

(ترجمہ)

عبادت سب سے بہتر ہے اُسی کی — محبت جس کے دل میں ہو سبھی کی

پرندے ہوں، چرندے ہوں کہ انساں — سمجھتا ہو برابر سب کی وہ جاں

کوئی شے وہ بڑی ہو یا کہ چھوٹی — برابر ہے اہمیت ہر اک کی

خدا کو پیار سب سے ہے برابر — نہیں اسکی نظر میں فرق یکسر

کہ سب مخلوق ہیں اس مہرباں کی

محبت ہے جسے ہر جسم و جاں کی

وقت اور دریا

(ترجمہ)

وقت اور دریا ہیں دو چیزیں جدا — پھر بھی ان میں مشترک ہے بات کیا

ہے مزاج وقت و دریا ایک سا — وقت گذرا اور دریا بہہ گیا

---

* HE PRAYETH ... — S.T. COLERIDGE

وقت گذرا، واپس آ سکتا نہیں — کوئی کوشش سے بھی لا سکتا نہیں

یوں ہی دریا کا جو پانی بہہ گیا — آج تک واپس نہ کوئی لا سکا

پانی تو بہہ کر سمندر میں گرا — اور وقت آفاق میں گم ہو گیا

گو بظاہر ایک ہیں دونوں مگر — فرق اک باریک آتا ہے نظر

آبِ دریا بہہ کے جا پہونچا جہاں — لہلہاتی ہیں وہاں پر کھیتیاں

یعنی پانی جس جگہ ہو کر بہا — پھر وہاں افراط سے سبزہ اگا

یعنی جس جا سے گذر جاتا ہے یہ — وہ زمیں زرخیز کر جاتا ہے یہ

یعنی بہہ کر یہ بہر صورت نثار — چھوڑتا ہے اپنے پیچھے سبزہ زار

وقت ہی کا مصرف جائز ہے نثار — باغِ ہستی کو ہے کرتا پر بہار

ہاں مگر جب رائیگاں جاتا ہے وقت

چھوڑ کر ویرانیاں جاتا ہے وقت *

... W. COWPER.

* A COMPARISON

طوطا[4]

عمرآن میاں نے طوطا پالا   رنگ برنگا پیارا پیارا

سرخی، سبزی کا سنگم ہے   چونچ ہے سرخ اور سبز بدن ہے

دیکھو قدرت کی صنّاعی   کیسی دلکش رنگت پائی

قدرت نے کی پچی کاری   سبز بدن پر سرخ ہے دھاری

اودے پر ہیں دم میں شامل   دلکش دلکش سبزی مائل

دیکھ کے اس کے بال اور پر کو   ملتی ہے راحت قلب و نظر کو

میٹھی بولی بولنے والا   رازِ محبت کھولنے والا

طوطا، طوطا چشم نہیں ہے   مرہم ہے یہ زخم نہیں ہے

رنگیں قبا اور سادہ مزاج   کرتا ہے سب کے دل پر راج

دال اور دلیا کھایا کرتا
مالک کے گن گایا کرتا

طغیانی

دیکھو دریا کی طغیانی　　حدِ نظر تک پانی پانی
اُٹھتی ہیں لہریں طوفانی　　کرتی ہیں موجیں من مانی
یہ ہے برکھا رت کی جوانی　　کالی گھٹاؤں کی ہے کہانی
تیور گنگا کے طوفانی　　ہر لمحہ بڑھتا ہے پانی
پانی کیسا مچل رہا ہے　　رہ رہ بانسوں اُچھل رہا ہے
ندی نالے چڑھے ہوئے ہیں　　ایک سے ایک بڑھے ہوئے ہیں
پانی نے یلغار کیا ہے　　اُس کی حد کو پار کیا ہے
"پشتوں" کو بیکار کیا ہے　　بندھ بھی اس نے توڑ دیا ہے
پانی بستی میں پہنچا ہے　　بس یہ سمجھو قہر خدا ہے

لوگ گھروں سے بھاگ رہے ہیں
راتوں راتوں جاگ رہے ہیں

ہماری پتنگ

یہ ہے ہماری پیاری پتنگ
رنگیں قبا ہے ساری پتنگ

چہرہ کتابی کاغذی تن
دیکھ کے للچا جائے من

دیکھو اس کی تیز روی
بادِ صبا کے ساتھ چلی

یہ ہے ہماری "اسپ صبا"
ٹھمکی پاکر ہوئی ہوا

کھینچ کے ڈھیلی کی جو لگام
ہوا سے کرنے لگی کلام

ہوا کے دوش پہ رکھ کے بدن
چھونے لگی یہ نیل گگن

یہ ہے ایسی تیز خرام
سستی ہو جیسے اس پہ حرام

ایسی ہوا میں اُڑی پتنگ
دیکھ کے بچے رہ گئے دنگ

قلم

ذکر قلم ہے عرش بریں پر　　اس کی حکومت اہل زمیں پر

چلتا ہے یہ فر فر فر　　لکھتا کیا کیا ہے کاغذ پر

اسکی جنبش کتنی حسیں ہے　　کشورِ علم کا ماہ مبیں ہے

یہ ہے ہمارا سچا ساتھی　　یہ ہے ہمارا پکّا ساتھی

اسکی کریں ہم خوب حفاظت　　اس سے بڑھائیں خوب محبّت

یہ ہے ہمارا رہبر ساتھی　　یہ ہے ہمارا دلبر ساتھی

کرتا روشن مستقبل ہے　　ہم کو بناتا یہ قابل ہے

نوکِ قلم کے گل بوٹے ہیں　　صفحہ صفحہ کھلے ہوئے ہیں

اپنے قلم کو یار بنائیں　　دنیا میں ہم نام کمائیں

خوب پڑھیں اور خوب پڑھائیں

علم کا پرچم ہم لہرائیں

پہاڑ اور گلہری

(ترجمہ)

اک پہاڑ اور اک گلہری کی — کتنی دلچسپ تھی لڑائی بھی

دونوں سرگرم گفتگو تھے نثار — باتوں باتوں میں ہو گئی تکرار

تھی گلہری بڑی ہی چرب زباں — بار پاتا پہاڑ اس سے کہاں

ہو گیا تھا پہاڑ جذباتی — باتیں سن سن کے بی گلہری کی

سن کے اس بے تکی کی باتوں کو — رہ گیا پیس کر وہ دانتوں کو

تھی وہ چھوٹی بہت ہی پربت سے — اس کو دیکھا بڑی حقارت سے

اور غصہ میں بولا وہ فی الفور — اے گلہری ذلیل "ننھی چور"

دن دہاڑے تو چوری کرتی ہے — اس طرح اپنا پیٹ بھرتی ہے

سن کے بولی گلہری اس کی بات — ہے یقیناً بڑی جناب کی ذات

THE MOUTAIN & THE SQUIRREL — R.W. EMERSON,

آپ مانا کہ دیوپیکر ہیں — خارج از عقل بھی سراسر ہیں

گرچہ جنگل لئے ہیں شانوں پر — آپ کی عقل ہے مگر بنجر

سنئے ہوتا ہے بارہ ماہ کا سال — اسمیں چھوٹے بڑے کا کیا ہے سوال

موسموں کو تمام چیزوں کو — جب اکٹھا کرو تو سال کہو

یونہی ہوتا ہے پورا یہ چکر — آپ کی عقل ہے جناب کدھر

ہم نہیں آپ کی طرح جو بڑے — آپ بھی تو نہیں ہیں چھوٹے سے

آپ کیطرح ہیں جو سست نہیں — آپ بھی میری طرح چست نہیں

اپنی جا سے تو ہل نہیں پاتے — منہ میں جو آیا وہی بک جاتے

منہ گریباں میں ڈال کر دیکھیں — سوچیں سمجھیں تو کوئی بات کہیں

یہ بھی قدرت کا ادعا ہے جناب — کوئی چھوٹا کوئی بڑا ہے جناب

اپنی اپنی افادیت ہے جناب — اپنی اپنی اہمیت ہے جناب

آپ اگر دن میں راہ دیتے ہیں — مجھ کو شب میں پناہ دیتے ہیں

ہے جداگانہ خاصیت سب کی — مختلف ہے صلاحیت سب کی

آپ اتنے بڑے ہیں پھر بھی جناب — توڑ سکتے نہیں ہیں ایک حبا

آپ کے دل میں ہے اگر کینہ — روندتی ہوں میں آپ کا

آپ لادے ہیں پشت پر جنگل — میرا جنگل میں ہوتا ہے منگ

آپ القصہ ہیں بہت لاچار — توڑ سکتے نہیں ہیں ایک انا

ناریل آپ چھوڑ سکتے نہیں — ایک اخروٹ توڑ سکتے نہیں

میں بہر طور یہ سمجھتی ہوں — منفرد اک مقام رکھتی ہوں

چھوٹا ہونے میں مجھ کو شرم نہیں

ہاں مزاج آپ کا سا گرم نہیں

مسافرِ آوارہ*

(ترجمہ)

کوبکو تو اس طرح پھرتی ہے اے بادِ صبا
جیسے ہو آزاد رو کوئی مسافر گھومتا

ہیں تری زد میں کبھی اونچی پہاڑی چوٹیاں
اور کبھی آباد ہیں سرسبز تجھ سے وادیاں

بلبلے یوں توڑتی جاتی ہے سطحِ آب کے
ہم سخن ہوتی ہے تو گویا کہ اپنے آپ سے

اور گھنے جنگل سے ہو کر جب گذر جاتی ہے تو
پتی پتی کے جگر میں غم سا بھر جاتی ہے تو

گنگناتی ہے تو ایسے پتیوں کے درمیاں
ہو مغنّی جیسے کوئی زیرِ لب نوحہ کناں

* THE WAYFARER ------- E. GOULD.

ماری ماری پھرتی ہے تو جا بہ جا دیوانہ وار
اے تلوّن کیش تجھ کو ایک جا ہے کب قرار

ہے کبھی تو بادِ صرصر اور کبھی بادِ نسیم
ہے کبھی تو طفلِ ناداں اور کبھی دیو جسیم

ہیں تری بیچینیاں ہر دم جو تیری ہمرکاب
جس جگہ جاتی ہے تو جاتی ہے بن کر اضطراب

پا سکے ہرگز نہ تیرے راز کو اہلِ نجوم
کر رہی ہو جیسے تو محفوظ رازوں کا ہجوم

کچھ سمجھ پایا نہ اب تک، یہ شمارِ نکتہ داں
وجہ بیتابی ہے تیری آج بھی رازِ نہاں

چشمۂ آب *

(ترجمہ)

دیکھئے تو چشمۂ آبِ رواں
جہدِ پیہم کی علامت بے گماں

رہتا ہے ہر وقت یہ مصروفِ کار
ہے مسلسل ایک عنوانِ بہار

جب نظر آئے چمکتا آفتاب
دیکھئے پھر آپ اسکی آب و تاب

دیکھئے گا اس کو حرکت میں مدام
ہے سکوں اس کے لئے گویا حرام

اس کو اپنے کام سے رہتا ہے کام
اپنی دھن میں ہے لگا رہتا مدام

ہر گھڑی رہتا ہے یہ محوِ خرام
اپنی رو میں بہتا رہتا ہے مدام

شب میں جب نکلا ہو روشن ماہتاب
اور کچھ ہوتا ہے پھر اس کا شباب

برف کی مانند ہوتا ہے سفید
اور لرزیدہ بہ طرزِ شاخِ بید

شب نظر آتی ہو جب بیحد حسین
جب فضا میں گھل گئی ہو انگبیں

یعنی جب ہوتا ہو روشن آسماں
مانگ تاروں کی ہو زیبِ کہکشاں

* THE FOUNTAIN ... J. R. LOWELL

اس گھڑی دیکھے کوئی اسکی بہار — جھومتا ہے مست ہو کر بادہ خوار

یوں نظر آتی ہے پھر اسکی پھوار — جیسے ہوں موتی کے دانے بیشمار

ایک قطرہ بھی نہیں اس کا فضول — یوں اچھلتا ہے فضا میں جیسے پھول

شاد و خرم یہ ملے گا روز و شب — گنگناتا ہے یہ نغمے زیر لب

ہر گھڑی یہ مائلِ پرواز ہے — یہ بھی اس کا اک عجب انداز ہے

بہتا رہتا ہے کبھی رکتا نہیں — ہے اچھلتا کودتا تھکتا نہیں

اس کو پائیں گے سدا بہتا ہوا — منزلوں کی داستاں کہتا ہوا

اس کی ہے پرواز سوئے آسماں — اس کے ہر انداز میں عزمِ جواں

ہے چھپائے دل میں اک سوزِ نہاں — کوئی موسم ہو یہ ہے پیہم رواں

اس کی فطرت ہے سکوں نا آشنا — اس کو رکنے کی بھلا فرصت کہاں

جہدِ پیہم اس کا اندازِ خرام — کارفرما اس کی فطرت ہے، مدام

اس کا پانی لمحہ لمحہ ناز سے
بہتا رہتا ہے نئے انداز سے

اس کو جب مرغوب ہوں آزادیاں
کوئی پہنائے گا کیسے بیڑیاں

اس کے ہر قطرہ میں اپنی ایک ضو
بہتا رہتا ہے برابر نو بہ نو

گو تغیر اس کی فطرت ہے مگر
ایک سا آتا ہے یہ پھر بھی نظر

قطرے ہیں پانی کے ایسے تیز گام
اک تغیر سا نمایاں ہے مدام

میرا دل بھی ہو سکوں نا آشنا
مطمئن ہو کر رہوں بے چین سا

ہو بلندی پر نظر کا آشیاں
حوصلہ دل میں ہو اور عزم جواں

اونچا میں اٹھتا رہوں تیری طرح
آگے میں بڑھتا رہوں تیری طرح

پہونچوں میں بام ترقی پر نثار
کامیابی سے رہوں میں ہمکنار

مغنیٔ جنگجو*

(ترجمہ)

وہ سربکف مغنیٔ آتش نوا نثار
لو بڑھ رہا ہے امن کی اب سرحدوں کے پار

یعنی ہوا روانہ وہ میدانِ جنگ کو
ساتھ اپنے لے گیا ہے رباب اور چنگ کو

اب آپ اس کو پائیں گے میدانِ جنگ میں
ہر سمت سے گھرا ہوا توپ و تفنگ میں

دیکھیں گے آپ موت کا اب اسکو ہم رکاب
مردانگی سے پشت پہ ڈالے ہوئے رباب

آزادیوں کے جس میں ہیں نغمے بھرے ہوئے
نا آشنا ہے جو کہ ہزیمت کے گیت سے

* THE MINISTREL BOY ....MOORE

جاں نذر ملک کرنے وہ آخر نکل پڑا
پائیں گے آپ موت کی صف میں اسے کھڑا

منظور ہے اسے جو حفاظت رباب کی
شمشیر باپ کی ہے کمر سے بندھی ہوئی

آخر جو حشر ہونا تھا اس کا وہی ہوا
زخموں سے چور چور وہ میدان میں گرا

اپنی شکست کا اسے احساس جب ہوا
خود دار تھا تو دیکھئے پھر اس نے کیا کیا

تھا پشت پر رباب جو اس کے پڑا ہو
دشمن کے واسطے نہ سلامت اسے رکھا

تلوار اس نے ہاتھ میں لی اور پھر شتاب
دو ٹکڑے اس نے کر دیا اک وار میں رباب

یوں تھرتھرا کے رہ گیا پھر اس کا تار تار
نغمے بکھر سکے نہ کبھی اس سے پھر نثار

پُرسکون زندگی*

(ترجمہ)

شادماں ہے وہ حقیقت میں نثار
ذہن میں جسکے نہیں ہے انتشار

خواہشیں بھی جس کی ہیں محدود سی
کچھ زمیں جس کو ہے ورثہ میں ملی

زندگی اس کی نہیں ہیجان کی
سانس لیتا ہے وہ اطمینان کی

* THE QUIET LIFE. A. POPE.

راس آئی جس کو دیہاتی فضا
صحت افزا گاؤں کی آب وہوا

جس کا سرمایہ ہیں اس کے جانور
دودھ جو دیتے ہیں اسکو پیٹ بھر

بھیڑ کے گلوں پہ جو رکھتا ہے آس
ملتا تن پوشی کو ہے جن سے لباس

رکھتا ہے اپنے ہی پیڑوں سے وہ لاگ
دھوپ میں سایا جو دیں سردی میں آگ

مرحبا اس کی حیاتِ مطمئن
جو گذارے پرسکوں یہ رات دن

جس کو کچھ پڑھنے کا بھی مل جائے وقت
سوچنے کا لکھنے کا ہاتھ آئے وقت

ذہن کو اس کے میّسر ہو سکوں
جسم میں صحت کا جو پھونکے فسوں
گہری نیندیں رات میں سوتا ہو وہ
محوِ تفریحات بھی ہوتا ہو وہ
اس لئے یہ التجا میری سنو
یوں ہی بس گمنام مجھ کو رہنے دو
تا کہ جس دم جسم سے نکلے یہ جاں
اس گھڑی کوئی نہ ہو نوحہ کناں
اس طرح ہو جاؤں دنیا سے جدا
ہوتی ہے اک چیز جیسے گمشدہ
قبر پر میرے نہ ہو کتبہ لگا
جس سے ہو معلوم کچھ میرا پتہ

جانتا یہ بھی نہ ہو ہرگز کوئی
دفن میری کس جگہ میّت ہوئی

یعنی دنیا سے چلو تو یوں چلو
رونے والا لاش پر کوئی نہ ہو
اس طرح دنیا سے اٹھ جاؤ نثار
جیسے ہوتا ہے فضا میں گم شرار

اہلِ علم*

(ترجمہ)

دن ان میں گذرتے ہیں جو اب زندہ نہیں ہیں
محسوس یہ ہوتا ہے کہ وہ مردہ نہیں ہیں
ساتھ ان کے ہی ہوتے ہیں بسر میرے شب و روز
رہتے ہیں وہی پیش نظر میرے شب و روز

* THE SCHOLAR .... SOUTHEY

وہ لوگ کہ جو علم کا سرچشمہ تھے یکسر
باتیں میں کیا کرتا ہوں بس ان سے ہی اکثر

مرنے پہ بھی یہ لوگ مرے دوست ہیں سچے
یہ لوگ وہ ہیں جو مجھے دھوکا نہیں دیتے

گر غم میں ہیں وہ میرے لئے باعثِ تسکیں
تو کرتے ہیں مسرور بھی جب ہوتا ہوں غمگیں

ہے میرے خیالات کا مردوں سے جو رشتہ
یوں سمجھو کہ ہوں گذرے ہوئے دور میں رہتا

اچھائی سے میں ان کی اگر پیار ہوں کرتا
بیزاری کا ہر خامی سے اظہار ہوں کرتا

ہے مشترکہ خوف تو امیدیں بھی یکساں
میں ان سے گریزاں ہوں وہ تھے جن سے گریزاں

اب میری جگہ ان کے برابر ہی رہے گی
دنیا مجھے اب ان کی طرح یاد کرے گی

شہرت کا ستارہ یونہی تابندہ رہے گا
مرجانے پہ بھی نام مرا زندہ رہے گا

میں مر کے بھی اے دوست سدا زندہ رہونگا
مجھ کو یہ یقین ہے کہ میں پایندہ رہونگا

دُعائے سال گذشتہ*

(ترجمہ)

سالِ رواں جو سالِ گذشتہ ہوا نثار
تو جاتے جاتے اس نے یہ ہم سے کہا نثار

* THE OLD YEAR'S BLESSINGS. . . . . PROCTOR.

وقت اپنا پورا کر کے سنو میں تو چل دیا
اور سالِ نو، فرشتہ نما دیکھو آگیا

گر تم نے سرد مہری سے سب کچھ بھلا دیا
جو کچھ کہ کارِ نیک تھا میرا کیا ہوا

اب جانے جاتے کرتا ہوں اے دوستو دعا
یہ سالِ نو پہنائے انھیں تاج اک نیا

اس واسطے کہ کرتے ہیں ہم ساتھ کام
کرنے دو اس کو پورا جو چھوڑوں میں ناتمام

دکھلائے ہیں خوشی کے جو دن تم کو دوستو
تو سالِ نو سے کلمۂ تحسین تم سنو

گر میں تمھارے واسطے غم لایا ہوں کبھی
تو کامراں بنائے یہ آئندہ زندگی

لائے یہ زندگی میں تمھاری نئی بہار
اس سالِ نو سے تم کو ہو مجھ سے بھی زیادہ پیار

جس طرح میرے ماضی کو اُس نے پہنایا تاج
تحسین و آفریں سے یہ لیتا رہے خراج

سُن لو جو سالِ نو کا ہے پیغام دوستو!
ہو ربطِ باہمی کا چلن عام دوستو!

ہو آپ کی تعاون و یکجہتی پر نظر
یوں پُرسکوں نثار ہو اب زندگی بسر

میری کیاری

دلکش رنگین چھوٹی کیاری | ہری بھری اور پیاری پیاری
پھول کھلے ہیں اس میں ہر سو | نکل رہی ہے جن سے خوشبو

پھولوں کی بھی عجب پھبن ہے — کیاری کیا ہے نئی دُلہن ہے
یہ ہے "چمپا" یہ "جوگن" ہے — پھولوں کا یہ سندر بن ہے
ڈالی ڈالی جھوم رہی ہے — مست ہوا منہ چوم رہی ہے
سرخ گلاب ہیں انگارے سے — یہ ہیں نہاتے فوارے سے
کیسے کیسے چھیل چھبیلے — پھول کھلے ہیں نیلے پیلے
ہر سو اس میں ہریالی ہے — پھول سے بوجھل ہر ڈالی ہے
کیاری جو یہ ہری بھری ہے — ہم نے اسمیں محنت کی ہے
خون پسینہ ایک کیا ہے — اک اک پودے کو سینچا ہے

قدرت نے یہ پھول کھلائے
ہم نے محنت کے پھل پائے

گذارو زندگی ہنس بول کر تم *

(ترجمہ)

یہ دنیا کارگاہِ زندگی ہے — عمل ہی اعتبارِ بندگی ہے

یہی کوشش ہے رازِ کامیابی — یہ ہے مضرابِ سازِ کامیابی

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم

گذارو زندگی ہنس بول کر تم

کرو زندہ دلی سے جہدِ پیہم — نتائج کا نہ تم ہرگز کرو غم

بگڑ جائے اگر تم سے کوئی کام — نہ تم دینے لگو قسمت کو الزام

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم

گذارو زندگی ہنس بول کر تم

بھروسہ خود پہ تم رکھو ہمیشہ — نہ ڈھونڈو تم سہارا دوسرے کا

اگر آ جائے کوئی کام مشکل — تو مشکل سے کبھی ہونا نہ بددل

* WHISTLE AWAY ...... - --- ANONYMOUS

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گذارو زندگی ہنس بول کر تم

مصیبت کا کبھی دکھڑا نہ رونا
کہ خودداری کو تم اپنی نہ کھونا

مصیبت میں نہ کام آئے گا کوئی
تمہارا غم نہ اپنائے گا کوئی

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گذارو زندگی ہنس بول کر تم

کسی کو کیا اگر ہو مضمحل تم
یہ اچھا ہے رہو پھر زندہ دل تم

غموں سے تم نہ ہو غمگین ہرگز
نہ غم دیں گے تمہیں تسکین ہرگز

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گذارو زندگی ہنس بول کر تم

پڑے سر پر تمہارے گر مصیبت
نہ ہونا تم کبھی بھی پست ہمت

نہ دل پہ تم کبھی بھی میل لانا
مصائب کو خوشی سے جھیل جانا

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گزارو زندگی ہنس بول کر تم

ہنسی کرتی ہے دل کا بوجھ ہلکا
کہ ہو جاتا ہے کم احساس غم کا
جو غمگیں ہیں انھیں جینا سکھاؤ
ہنسو اور دوسروں کو بھی ہنساؤ

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گزارو زندگی ہنس بول کر تم

تمھارے لب پہ ہو بس یہ ترانہ
ہے غم کھانے سے بہتر گنگنانا
کہ غم کھانے سے کچھ ہوتا نہیں ہے
مداوا غم کا غم اصلا نہیں ہے

لگاؤ قہقہے دل کھول کر تم
گزارو زندگی ہنس بول کر تم

صبحِ نو*

(ترجمہ)

نہ اس قدر نا امید ہو تم کہ زندگی بس یونہی رہیگی
کبھی نہ آزاد ہو گے غم سے کہ غم کی آندھی چلا کریگی

غم و الم کی اذیتوں میں تمھیں نہ ہرگز کمی ملے گی
ہوا چلی ہے جو رنج و غم کی ہمیشہ یونہی چلا کریگی

تمھارے غم سے نثار ہرگز نہ بدلے گا یہ نظامِ فطرت
کہ صبحِ صادق کی تازگی بھی کسی طرح کا اثر نہ لیگی

تمھارے غم کا اندھیرا ہرگز چھپا سکے گا نہ حسنِ فطرت
بہاریں آئینگی گل بداماں ہوا چلے گی کلی کھلیگی

غرض تمھارے غموں کا کوئی ذرا سا بھی تو اثر نہ لیگا
فقط امیدوں سے کام رکھو کہ تازہ اک زندگی ملیگی

*DO NOT WEEP. SAROJNI NAIDU

یہ دورِ غم بھی ہے چند روزہ کہ عارضی ہے نظامِ ہستی
جب آئیگا دورِ شادمانی تمھارے دل کی کلی کھلے گی

نہ شامِ غم سے ہو تم ہراساں کہ عارضی ہے یہ شامِ غم بھی
کہ فطرتِ وقت ہے تغیّر جو شام گذری سحر ملے گی

ہے صبحِ نو کی اب آمد آمد یہ کہہ رہا ہے نظامِ فطرت
چھٹیں گے خود ہی شبِ تار اندھیرے کہ صبح سے روشنی ملیگی

گڈو میاں

یہ ٹھہرے ذیشان ہمارے	ممّی کے ہیں راج دلارے
یہ ہیں دلارے "بے بی" کے بھی	یہ ہیں چہیتے "پپّی" کے بھی
گھر میں گڈو کہلاتے ہیں	شوق سے ٹافی یہ کھاتے ہیں
صبح سویرے اُٹھ جاتے ہیں	سب کو "کلمہ" پڑھواتے ہیں

کرتے ہیں آداب سبھی کو　　ابّو، امی اور باجی کو

ہو کے مگن یہ گاتے بھی ہیں　　کچھ کچھ یہ تتلاتے بھی ہیں

ان کی باتیں بھولی بھالی

سب کا دل بہلانے والی

سحر خیزی

مرے بچو سحر خیزی کی عادت　　یقیناً ہے تمھارے حق میں نعمت

سویرے اٹھے اور یاد خدا کی　　نمازِ فجر مسجد میں ادا کی

تلاوت بھی بہ اطمینان کر لی　　سحر خیزی بھی ہے رحمت خدا کی

چہل قدمی کا بھی کچھ وقت پایا　　نسیمِ صبح کا بھی لطف آیا

جو نکلے صبح اٹھ کر تم ٹہلنے　　تر و تازہ کیا بادِ سحر نے

تمھارے جسم میں آئی جو چستی　　نہ بھٹکی پھر تمھارے پاس سستی

رہے تم چست اور چالاک دن بھر
رہے تم سرزنش سے پاک دن بھر

دیا ہاتھوں میں اپنے کام جو بھی
کیا تم نے اسے باحسن و خوبی

دیا انجام کارِ منصبی کو
سنوارا تم نے اپنی زندگی کو

فرائض ہوں ادا باحسن و خوبی
یہی تو بات ہے سچی خوشی کی

بڑے بوڑھوں سے سنتے ہیں کہا دستاں
کہ حرکت میں ہوا کرتی ہے برکت

پڑھو گر تم نمازِ فجر اٹھ کر
ہے بستر پر پڑے رہنے سے بہتر

سحر خیزی کی ہیں یہ تینوں نعمت
خرد مندی، امارت اور صحت

تمھیں حاصل جو کرنا ہو یہ نعمت
تو ڈالو تم سحر خیزی کی عادت

ہمدردی*

(ترجمہ)

دفعتہً جب میں مصیبت میں پڑا　　حال اک مغرور نے میرا سُنا

دیدیا اس نے مجھے کچھ سیم و زر　　یہ سمجھ کر آدمی ہے معتبر

تھی نہ ہمدردی جو چہرے سے عیاں　　دل نے کیں محسوس اسکی تلخیاں

جانتے تھے خوب میرے مہرباں　　کھوکھلی ہیں ان کی یہ ہمدردیاں

جانے کس دل سے دیا تھا سیم و زر　　دل پہ میرے کچھ نہ تھا اس کا اثر

پھر جو میرا حال بہتر ہو گیا　　قرض اس کا میں نے واپس کر دیا

شکریہ بھی کر دیا اس کا ادا　　اور اس کو دل سے دی میں نے دعا

پھر ہوا میں مبتلائے رنج و غم　　اور علالت کا بنا مشقِ ستم

پھر بھی کہئے اچھے تھے میرے نصیب　　اسطرف آنکلا اک انسان غریب

---

* SYMPATHY . . . . — C. MACKAY.

اس نے رکھا سر پہ ہمدردی کا ہاتھ | اور دیا دن رات اس نے میرا ساتھ

اب جو اچھا ہو گیا ہوں میں نثار | سوچتا ہوں دل میں اپنے بار بار

"قرضِ ہمدردی" کا ہوگا کیا صلہ | ہو نہیں سکتا ہے کچھ اس کا صلہ

"قرضِ زر" تو کر دیا میں نے ادا | "قرضِ ہمدردی" کروں کیسے ادا

گو بڑے حاجت روا ہیں سیم و زر | ہے یہ ہمدردی مگر چیزے دگر

وزن رکھتے ہیں بہت سیم و زر | پلّہ ہمدردی کا ہے بھاری مگر

یعنی پیسہ تو لیا اور دے دیا

"قرضِ ہمدردی" نہیں ہوتا ادا

ہماری کتاب

جو بھی کتابیں نے پڑھی ہیں | ایک زباں ہو کر بولی ہیں

ہم سب اچھے دوست تمہارے | ہم سب سچے دوست تمہارے

قصّے، کہانی تمھیں سناتے — باتیں کرتے دل بہلاتے
دنیا بھر کی سیر کراتے — گھر بیٹھے ہم تمھیں گھماتے
بڑے بڑوں سے تمھیں ملاتے — ان کی باتیں تمھیں سناتے
آسمان کی سیر کراتے — "چندا ماما" سے ملواتے
کبھی ہوا میں تمھیں اُڑاتے — کبھی زمیں کی سیر کراتے
لعل و گہر لفظوں میں چھپے ہیں — ہیرے جواہر بکھرے پڑے ہیں
اہلِ قلم نے جو لکھا ہے — اک اک جملہ بیش بہا ہے
شوق سے مجھ کو جو پڑھتے ہیں — درجوں میں اچھے لڑکے ہیں
مجھ سے محبت کرتے ہیں جو — جاگتے سوتے پڑھتے ہیں جو

علم سے مالا مال وہی ہیں
غالب اور اقبال وہی ہیں

ممتا*

(ترجمہ)

جو رن میں کام آیا اُس کا شوہر — تو لاشہ لے کے آئے ہمنوا گھر

جو دیکھی لاش شوہر کی مجسّم — ہوا طاری بس اک سکتہ کا عالم

نہ غش آیا نہ روئی بلبلا کر — وہ غم سے رہ گئی بس تلملا کر

ہوا برداشت سے باہر جو یہ غم — وفورِ غم سے تھا سکتہ کا عالم

یہی کلمہ تھا ہر اک کی زباں پہ — نہ رُوئیگی تو بن جائیگی جاں پہ

نہ ٹوٹے گا اگر سکتہ کا عالم — تو جاں لیکے ٹلے گا اس کا یہ غم

اگر ٹپکے نہ آنسو چشمِ نم سے — تو مر جائیگی یہ بیچاری غم سے

رلانے کی اسے تھی فکر لاحق — کہ جاتی تھی نثار اک جانِ ناحق

جو تھا وہ مدح خواں تھا اس جواں کا — مگر اس پر اثر ہوتا کہاں تھا

یہ عالم تھا سنی بھی ان سنی تھی — وفورِ غم سے بالکل بت بنی تھی

---

* HOME THEY BROUGHT HER WORRIOR DEAD

A. TENNYSON.

تو اٹھ کر ایک دوشیزہ نے چادر ہٹادی جو تھی اس لاشہ کے اوپر

مگر شوہر کی صورت دیکھ کر بھی ہلی اپنی جگہ سے اور نہ روئی

پھر اک خاتون نے اس کا ہی بچہ اٹھا کر اس کے قدموں پر جو رکھا

اچانک چونک اٹھی وہ غم کی ماری ہوئی لختِ جگر پہ اپنے واری

قوی تر تاج کی تھی گو کہ چاہت قوی تر تھی مگر ماں کی محبّت

اٹھا کر اس کو سینے سے لگایا اُمنڈ کر اشک کا سیلاب آیا

اٹھا پھر ماتا کا ایسا طوفاں کہا "پیارے مرے بچے، مری جاں"

وہ روئی اور روئی بلبلا کر کہ پھر اٹھی وہ اک طوفاں اُٹھا کر

جو طوفاں غم کا بہہ نکلا تو بولی

"میں اب تیرے لئے زندہ رہونگی"

ڈیفوڈِلس*

(ترجمہ)

اللہ اللہ حسنِ فطرت کا نکھار اک عروسِ نو بنا ہے سبزہ زار

سبز مخمل پہ ہیں گل بوٹے نثار اک عروسِ نو کرے جیسے سنگار

چشمِ ظاہر کر نہیں سکتی شمار ایستادہ ہیں قطار اندر قطار

مسکرا اٹھا ہے سارا سبزہ زار آئی ہے گویا بہار اندر بہار

اللہ اللہ زرد پھولوں کا نکھار کھیت ہیں سرسوں کے جانِ صد بہار

ہلتے ہیں جب یہ ہوائیں بار بار جھومتا ہے دل مرا مستانہ وار

چھیڑتی ہے جب انھیں بادِ بہار نغمہ زن ہوتا ہے دل کا تار تار

اسطرح ہیں "ڈیفوڈل" مستِ شباب جیسے چلتا ہو کوئی پیکر شراب

حسن کے سانچے میں ڈھل کر آب و گل مسکراتے ہیں بشکلِ "ڈیفوڈل"

---

* DAFFODILLS W. WORDSWORTH.

پرتوِ حسن حقیقی کی بہار — "ڈیفوڈل" قدرت کا ہیں اک شاہکار

دعوتِ نظارہ دیکر بار بار — کرتے ہیں چشمِ تماشہ بیقرار

سبزہ زاروں کو پنھاتے ہیں تاج — چشمِ بینا سے یہ لیتے ہیں خراج

چشمِ نرگس اسطرح ہے بے قرار — جیسے ہو عاشق کی چشمِ انتظار

پیلے پیلے پھول ہیں کتنے حسیں — دھانی جوڑا جیسے پہنے مہ جبیں

یہ ہے ان کا انتہائی بانکپن — مسکراتے ہیں چمن اندر چمن

چشمِ نرگس میں ہے وہ مستانہ پن — جھومتا مستی میں ہے سارا چمن

دیکھئے کتنے حسیں ہیں "ڈیفوڈل" — مسکرا کر لے لیا شاعر کا دل

جب فضا ہو حسن کا اک شاہکار — پھر نہ ہو کیوں کیفیت طاری نثار

حسنِ فطرت پہ جو آیا ہے نکھار — دیدہ و دل اس پہ ہوتے ہیں نثار

ہے سرورِ حسنِ فطرت دل کیساتھ
رقص کرتا ہے یہ "ڈیفوڈل" کیساتھ

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم*

(ترجمہ)

جو مقصد کیل کا ہی ٹھوکنا ہو　　تو سیدھا رکھ کے اسکے سر پہ مارو

تپا کر سرخ کر لو جبکہ لوہا　　تو مارو اس پہ طاقت سے ہتھوڑا

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم

بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو تم

اگر بچو لگے ہو کام میں تم　　تو دھن ہیں کام کرنے کی رہو گم

جو اونچی چوٹیوں پر اب ہیں پہنچے　　چڑھے تھے وہ پہاڑی پر ہی پہلے

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم

بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو تم

کھڑے تکتے رہے گر آسماں تم　　تو پہنچو گے بلندی پر کہاں تم

* TRY AND TRY AGAIN　　N. MACLEOD.

اگر کوشش میں کوتاہی کروگے　　　تو سوچو کیسے پھر آگے بڑھوگے

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم

بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو تم

یہ ممکن ہے لگے ٹھوکر بھی اکثر　　　مگر بڑھتے رہو آگے برابر

کرو مت فکر اسکی گر پڑے تم　　　جو ہمت ہے تو ہوگے پھر کھڑے تم

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم

بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو تم

مصائب سے کبھی ہمت نہ ہارو　　　محافظ اپنا تم سمجھو خدا کو

مقدر ہو تمھارا کامیابی　　　خوشی حاصل ہو تم کو زندگی کی

کرو کوشش کرو کوشش کرو تم

بڑھو آگے بڑھو آگے بڑھو تم

بُزدلؔ *

(ترجمہ)

جو ہیں اہل شجاعت تجربہ اک بار کرتے ہیں
وہ بزدل ہیں جو پہلے موت سے سو بار مرتے ہیں

جو بزدل ہیں تو مرنے کے تصور سے ہی ڈرتے ہیں
کہ ڈر سے موت کے بیچارے یہ بے موت مرتے ہیں

یہ سب ہی جانتے ہیں ایک دن یہ جان جائیگی
یہ سمجھو سب کو مرنا ہے کہ اکدن موت آئیگی

تو پھر جب ہے یقینی موت تو ڈرنا تعجب ہے
کہ قبل از وقت ڈر کر اسطرح مرنا تعجب ہے

جو مرنا ہے نثار اک دن تو پھر مرنے سے ڈرنا کیا
کہ بزدل کیطرح اے دوستو! ڈر ڈر کے مرنا کیا

* COWARDS ...... W. SHAKESPEARE

قیدی فاختہ*

(ترجمہ)

بڑے ہی پیار سے جنگل سے میں اک فاختہ لایا
مگر افسوس ظالم موت کا اس پر پڑا سایا

وہ مجھ سے روٹھ کر چل دی کہ شاید غم کی ماری تھی
نہ زندہ رہ سکی وہ مر گئی جلدی ہی بیچاری

مگر کیا غم تھا اس کو یہ ابھی تک راز ہے ہمدم
ذرا تو ہی بتا ہم کو کہ تو دمساز ہے ہمدم

خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے ریشمی ڈورے
بڑے ہی پیار سے ان سرخ پیروں میں پنہائے تھے

میں اکثر والہانہ ہونٹ اس کے منہ پہ رکھتا تھا
میں اپنے دل کی گہرائی سے اس کو پیار کرتا تھا

JOHN KEATS.

* THE CAPTIVE DOVE

وہ جنگل میں رہا کرتی تھی جب بالکل ہی تنہا تھی
مری شفقت، مری چاہت وہاں کب کارفرما تھی

میں اس کو لیکے اپنے ساتھ جب جنگل سے آیا تھا
طلائی پنجرا اس کے واسطے میں نے بنایا تھا

مہیا کر دیے آرام اس میں، میں نے جنت کے
غرض پورے کیے جو بھی تقاضے تھے محبت کے

دیا اچھے سے اچھا روز میں نے اس کے کھانے کو
نہ دیکھے تاکہ نفرت سے وہ اپنے قید خانے کو

مگر پھر بھی نہ اس کو اس طرح رہنا پسند آیا
نہیں معلوم کیا جذبہ تھا جس نے اس کو تڑپایا

پسند آئیں نہ اس کو ریشمی یہ بیڑیاں شاید
پسند آتی تھیں جنگل کی اسے آزادیاں شاید

تین عقلمند آدمی*

(ترجمہ)

آدمی تھے تین بے حد عقلمند	چاند پر ڈالی نہ تھی لیکن کمند
ذہن میں تھی ان کے تسخیر قمر	تھے مگر سائنس سے وہ بے خبر
دل میں آتا تھا یہ ان کے بار بار	چاند کو کرلیں کسی صورت شکار
ہاں تو سنئے ایکدن پھر کیا ہوا	ہے بہت دلچسپ سارا ماجرا
چاند کی تسخیر کا ارماں لئے	تینوں ساتھی سمت دریا چل دئے
ہو کے پھر کشتی پہ وہ تینوں سوار	چاند کا کرنے چلے مل کر شکار
لے لیا تھا ساتھ اپنے جال بھی	رحم کے قابل تھا ان کا حال بھی
سطح تھی پانی کی ایسی پرسکوں	چاند نے گویا کیا تھا اک فسوں
دیکھئے جس وقت سطح آب پر	چودھویں کا چاند آتا تھا نظر
سطح تھی پانی کی یوں شفاف سی	صاف ستھری جیسے ہو چادر بچھی

* THE THREE WISE MEN. . . . . T. L. PEACOCK

اسمیں آتا تھا نظر عکسِ قمر | تھا حقیقت کا گماں تصویر پر
تھے جو وہ تینوں شکاری عقلمند | جال پھینکا پانی میں مثلِ کمند
اور جیسے ہی وہ پانی میں گرا | پانی میں پیدا ہوا ہیجان سا
پھر نتیجہ اس کا یوں ظاہر ہوا | چاند سارا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
جال کو پانی سے جب کھینچا گیا | تھا وہ خالی ہاں مگر بھیگا ہوا
ہوگیا جب ختم جو ہیجان تھا | چاند پھر پورا نظر آنے لگا
الغرض کوشش ہوئی یہ تین بار | جال خالی ہی مگر نکلا نثار
اپنی ناکامی کا لیکن اعتبار | ان کو آتا تھا نہ آیا زینہار
عمر بھر وہ بحث ہی کرتے رہے | وجہ ناکامی پہ پس لڑتے رہے
متفق کرتی تھی ان کو ایک بات | جال پانی میں پڑا تھا ایک رات

ماہ کو لیکن پکڑ پائے نہ وہ
مثل ماہی لیکے گھر آئے نہ وہ

عہد

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن
ضامنِ امن و اماں گہوارۂ گنگ و جمن
سارے اہلِ ہند ہیں آپس میں جو بھائی بہن
اتحادِ باہمی کو لگ نہیں سکتا گہن

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن
ضامنِ امن و اماں گہوارۂ گنگ و جمن

ہیں حفاظت کے لیے سینہ سپر پیر و جواں
تاکہ تجھ پر پڑ نہ جائے پھر نگاہِ دشمناں
دولتِ نایاب ہیں تیری روایاتِ کہن
فخر کرتے ہیں انھیں پر ہم عزیزانِ وطن

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامن امن و اماں گہوارۂ گنگ وجمن

عام ہوگا ملک میں اب وضعداری کا چلن

اور بڑھ جائیگی یکجہتی سے اب شانِ وطن

متحد اس طرح ہوں گے اب عزیزانِ وطن

جس طرح شیر و شکر سنگم پہ ہوں گنگ وجمن

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامن امن و اماں گہوارۂ گنگ وجمن

پاسبانِ ملک ہیں اب نوجوانانِ وطن

ملک کی تقدیر ہیں یہ اور ہیں شانِ وطن

یہ محافظ ملک کے ہیں اور ہیں جانِ وطن

یہ جوانانِ وطن ہیں سب نگہبانِ وطن

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامنِ امن و اماں گہوارۂ گنگ و جمن

تیری بہبودی میں پنہاں ہیں مری بہبودیاں

تیرے ہی سود و زیاں میں ہے مرا سود و زیاں

وقف کرتا ہوں جو کچھ ہے سب وطن کیواسطے

مادّی ہیں جو ذرائع جان و تن کے واسطے

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامنِ امن و اماں گہوارۂ گنگ و جمن

امنِ عالم کا یقیناً تو ہے اک اعلیٰ وکیل

گونجتی ہے ساری دنیا میں صدائے "پنچ شیل"

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن ہندوستاں

معترف ہے امن کوشی کا تری سارا جہاں

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامن امن و اماں گہوارۂ گنگ وجمن

ہیچ ہے میری نظر میں میرا سامانِ عزیز

وقف کرتا ہوں میں تیرے واسطے جانِ عزیز

وقف جاں کرتا ہے تیرے واسطے یہ جاں نثار

تجھ پہ ہے سو جان سے قربان بہ پروانہ وار

اے مرے پیارے وطن پیارے وطن پیارے وطن

ضامنِ امن و اماں گہوارۂ گنگ وجمن



آتشبازی

واللہ شبِ برات کی کیا دھوم دھام ہے
سڑکوں پہ دیکھو بچوں کا اک ازدحام ہے
اس شوق آتشیں کا یہ ادنیٰ کمال ہے
گھر سے نکلنا راہ میں چلنا محال ہے
انگلی کوئی اٹھا سکے ہے کس میں یہ مجال
مصلح جو مضمحل ہے تو ہے محتسب نڈھال
چنگاریوں نے گر کے دکھایا ہے وہ کمال
آتشکدہ بنی ہے وہ لکڑی کی تھی جو ٹال
اب دیکھو اسپِ شوق ہوا ہے جو تیز گام
بیہودگی کے دوش پہ چلتا ہے بے لگام

آتش فشانیوں کو ملا ہے جو اذنِ عام
ہے اس کا احتساب بھی کرنا خیالِ خام

لوبان بھی سلگتا ہے گندھک کی بو کیساتھ
بادِ نسیم چلنے لگے جیسے لُو کے ساتھ

بیسوں میں اس طرح جو لگی جا رہی ہے آگ
کیا کم ہے یہ گرانی جو برسا رہی ہے آگ

اصرافِ بیجا ہے کہ نہیں اس میں کچھ کلام
لیکن روایتوں نے بنا رکھا ہے غلام

یہ رحمتوں کی رات ہے یہ برکتوں کی رات
اے کاش جانتا کوئی کیا ہے شبِ برات

باتیں بڑے ہی غور سے میری سنا کیا
پرجوش ہو کے مجھ سے پھر اک بچہ نے کہا

جو کچھ کہا جناب نے کہتا ہوں برملا
اظہارِ حق ہے آپ کی باتیں ہیں سب بجا

احساس اس کا ہم کو بھی ہے معترض! مگر
مجبوریوں پہ کچھ تو ہماری بھی ہو نظر

ہیں جا بجا سجی ہوئی دوکانِ آتشیں
رکھتے ہیں ماہتاب کہیں پھلجھڑی کہیں

ان سب کو دیکھ دیکھ کے للچائیں کیوں نہ ہم
بچکانہ حرکتوں پہ اتر آئیں کیوں نہ ہم

بچے ہیں ہم تو ہم کو تو یوں روکتے ہیں آپ
لیکن مرے بڑوں کو بھی کیا ٹوکتے ہیں آپ

کرتے ہیں دھوم دھام سے اپنا وہ بیوپار
پیدا ہے جس سے طبع میں ہم سب کی انتشار

کہیے کہ وہ نہ کھولیں یہ دوکانِ آتشیں
اس طرح ہم نہ پائینگے سامانِ آتشیں

شرارت

شرارت کی میاں پپو نے ایسی — کہ ڈیڈی نے پٹائی ان کی کردی
وہ ماں کے پاس پہونچے منہ بسورے — کہا ان سے بڑی سنجیدگی سے
ہمیں ڈیڈی نے کیوں مارا بتائیں — ضروری ہے کہ بچے مار کھائیں
کہا ممی نے سنکر بات ان کی — شرارت کی سزا ہے سب کو ملتی
یہ ممّی آپ نے اچھی سنائی — شرارت کی سزا ہے بس پٹائی
تو ممّی کیا ہمارے دادا ابّا — جب آتا تھا یونہی ان کو بھی غصہ
کیا کرتے تھے ڈیڈی کی پٹائی — جو لڑتے کھیل میں تھے بھائی بھائی
کہا پپو نے کچھ ایسی ادا سے — کہ پیٹوں میں پڑے بل ہنستے ہنستے

کہا ممی نے یہ ببو میاں سے یہ پوچھو جا کے تم ابو میاں سے

مگر اک بات میں تم کو بتاؤں حقیقت کیا ہے میں تم کو بتاؤں

شرارت میں جو ہوتی ہے حرارت

اتر جاتی ہے ہوتے ہی مرمّت

کبوتر

منّو میاں نے پالے کبوتر بھولے بھالے پیارے کبوتر

اڑنے والے سارے کبوتر نازوں کے ہیں پالے کبوتر

ایک سے اک ہیں پیارے کبوتر بھورے سفید اور کالے کبوتر

کوئی ہے "سبزہ" کوئی "شہپر" اور ہے "لوٹن" کوئی کبوتر

کوئی ہے "لقا" کوئی ہے "دانہ" ان میں جو ہے وہ فرزانہ

یہ ہیں دیکھو "گولے" کبوتر "لال" "ببرے" "بھولے" کبوتر

"زرد" ہے کوئی کوئی ہے "نیلا" — "عنبر" کوئی، کوئی ہے "گولا"

چرچا ان کا دیکھو گھر گھر — ایک سے اک ہے اعلیٰ کبوتر

اونچی اڑانیں بھرنے والے — خیرہ نگاہیں کرنے والے

آئیں نظر جیسے سیّارہ — ان کا فضاؤں میں گہوارہ

ایک سے اک ہے اڑنے والا — ہوا نہ پائیں "بلّی خالہ"

مورث ان کے نامہ بر تھے — اڑتے ہوئے وہ ڈاک کا گھر تھے

خط لیجانا کام تھا ان کا — چرچا گھر گھر عام تھا ان کا

ان کا ناز اٹھاتے ہیں وہ — دانہ انھیں چگاتے ہیں وہ

دیتے ہیں یوں ہاتھ سے دانہ — جیسے کھلا ہو لنگر خانہ

شوق ہے انکا کتنا شاہی — دینگے اہلِ ذوق گواہی

سچ ہی کہا ہے ماموں میاں نے — شوق میں اپنے ہیں دیوانے

امن کے پرچم سبھی کبوتر — امن و اماں کے یہ ہیں پیکر

چیونٹی اور جھینگر*

(ترجمہ)

ایک جھینگر تھا سست اور کاہل — فکر فردا سے رہتا تھا غافل
وہ شب و روز گایا کرتا تھا — بس یونہی دن گنوایا کرتا تھا
اس کو گانے میں لطف آتا تھا — کام کرنے سے جی چراتا تھا
ساری گرمی وہ یونہی گاتا رہا — لطف موسم ہی بس اٹھاتا رہا
کچھ بچا کر نہ رکھا کھانے کو — بس مقدم وہ سمجھا گانے کو
آخرش سردیوں کے دن آئے — اب تو "جھینگر میاں" بھی گھبرائے
برف باری کا دور دورہ تھا — ہر طرف تیرگی کا پہرا تھا
سرزمیں تھی جو ساری یخ بستہ — پھل درختوں پہ تھے نہ تھا پتہ
گھر میں کھانے کو جب نہ کچھ پایا — بھوکوں مرنے کے ڈر سے گھبرایا
موت کے ڈر نے کر دیا مجبور — ایک چیونٹی کے گھر گیا مجبور

* THE ANT AND THE CRICKET .... ANON.

چند دانے ادھار مانگے جب — پوچھا چیونٹی نے اس سے اے صاحب!

گرمیوں میں نہ کیوں بچایا کچھ — کیوں نہ جاڑے کا دھیان آیا کچھ

بولا جھینگر یہ ہو کے شرمندہ — کیا کرے عرض آپ سے بندہ

فکر کس کو تھی کچھ بچانے کی — دھن تھی گرمی میں مجھ کو گانے کی

چست و چالاک ننھّی سی چیونٹی — سن کے جھینگر کی بات یوں بولی

گانا گا کر گذار دی گرمی — ناچ کر اب گذار دو سردی

جاؤ جاؤ یہاں سے جاؤ تم — سردیوں کے مزے اڑاؤ تم

جبکہ چیونٹی نے کر دیا انکار — ہو کے شرمندہ لوٹا وہ ناچار

سردی کھانے کو فاقہ کرنے کو — اپنی کرنی کے آپ بھرنے کو

گو کہانی یہ جانور کی ہے — سبق انسان کو بھی دیتی ہے

جو بھی محنت سے جی چراتا ہے — وہ مصیبت یونہی اٹھاتا ہے

جو نثار اپنا وقت کھوتے ہیں
یونہی ناداتیوں پہ روتے ہیں

ہماری موٹر

ننھی منّی پیاری پیاری
چابی سے ہے چلنے والی

یہ ہے میری ٹین کی موٹر
نام ہے اس کا "ایمبیسڈر"

اس کے پہیّے پیارے پیارے
تیزی سے ہیں چلنے والے

فرش پہ گھر کے جب چلتی ہے
کیسے فرّاٹے بھرتی ہے

ڈیڈی نے انعام دیا ہے
ہم نے بھی تو کام کیا ہے

درجے میں ہم اوّل آئے
سب سے اچھے نمبر پائے

خوب پڑھیں گے محنت کر کے
آگے بڑھیں گے ہمّت کر کے

ممی ہم کو پیار کریں گی　　ہم پر جان نثار کریں گی
ہم بھی افسر ہو جائیں گے　　اصلی موٹر گھر لائیں گے

دیس کا اپنے کام کرینگے
ہم بھی پیدا نام کرینگے

چھوٹے تارو

چمکو چمکو چھوٹے تارو　　نیل گگن کے راج دلارو
چمکو جیسے ہیرا چمکے　　تاج گگن کا تم سے دمکے
دنیا اوپر سب سے نیارے　　جگمگ جگمگ چمکو پیارے
جھلمل جھلمل چمکے جاؤ　　آنکھ مچولی کرتے جاؤ
روشن سورج جب بجھتا ہے　　یعنی رات میں جا چھپتا ہے

اٹھتے ہو یوں آنکھیں ملتے　　جیسے کوئی نیند سے جاگے

کرتے ہو یوں آنکھ مچولی　　جیسے ہو جگنو کی ٹولی

دیکھ کے تم کو دل کہتا ہے　　نور کا اک دریا بہتا ہے

رب کا شکر ادا کر پیارے　　جس نے بنائے چاند ستارے

وہ ہے سب کا پالن ہارا　　جس نے اس دنیا کو سنوارا

سیدھی سچی راہ چلو تم　　دیس کی آنکھ کے تارے ہو تم

تارے بن کر تم بھی چمکو

نام جہاں میں روشن کر دو

" Forwarded with compliments from the Department of Culture, Government of Indie " ;

میاں کھلاڑی

ایک لڑکا تھا اسقدر کاہل
پڑھنے لکھنے سے تھا چراتا دل

وقت پڑھنے کا بسکہ کھوتا تھا
دن چڑھے تک وہ روز سوتا تھا

صبح اٹھنا محال تھا اس کو
سونے میں ہی کمال تھا اس کو

جاگ کر بس اودھم مچاتا تھا
بھائی بہنوں کو وہ ستاتا تھا

فکر لکھنے کی تھی نہ پڑھنے کی
تھی اسے فکر صرف سونے کی

اس کو اسکول کاٹے کھاتا تھا
بیدلی سے وہ پڑھنے جاتا تھا

کام گھر کا نہ کرکے لے جاتا
ڈانٹ سہتا وہ مار بھی کھاتا

ہوش اس کو مگر نہ آتا تھا
وقت اپنا یونہی گنواتا تھا

آخرش امتحاں کے دن آئے
اب "کھلاڑی میاں" بھی گھبرائے

ان کو امپارٹنٹ" کی فکر ہوئی
یعنی اب "شارٹ کٹ" کی فکر ہوئی

"شارٹ کٹ" سے چل سکا کچھ کام
اور کھلاڑی میاں ہوئے ناکام

لیکے اپنا "رزلٹ" گھر آئے
بسکہ روتے ہوئے نظر آئے

ان کو اسوقت یہ ہوا احساس
ہم بھی پڑھتے اگر تو ہوتے پاس

وہ جو پڑھنے سے جی چراتے ہیں
وہ یونہی فیل ہو کے آتے ہیں

وہ جو پڑھتے نہیں ہیں بھائی "شار"
ہوتے ناکامیوں سے ہیں دوچار

نیتاؤں سے بچّے اچھے

ایواں میں ہیجان بپا ہے
"لوبی" میں اک شور مچا ہے

دیکھو ان کی دھینگا مشتی
لڑتے ہیں یہ کیسی کشتی

ان کی لڑائی خود غرضی کی
باتیں ساری پالیسی کی

ان کو ووٹ ملا یہ کھسکے ۔ "بھائی گنجیڑی" یار ہیں کس کے

جھوٹے وعدے ان کی عادت گندی سیاست ان کی خصلت

خود کو مالا مال ہیں کرتے "جنتا" کو پامال ہیں کرتے

ان کو لڑنے سے کب فرصت دیکھیں جو جنتا کی حالت

یوں تو بچے بھی لڑتے ہیں مارنے مرنے پر اڑتے ہیں

ان کی عداوت میں بھی محبت ان کی محبت میں بھی عداوت

"کلّو" "بدّھو" سب بیچارے اہل سیاست کے ہیں مارے

"رام بھروسے" سچ کہتا ہے نیتا گردی قہر خدا ہے

پکّے ہوؤں سے کچّے اچھے

نیتاؤں سے بچّے اچھے

ہوا

کو بکو پھرتی ہے کیوں آوارہ اے بادِ صبا
رہتی ہے کیوں اس قدر بے چین تو مجھ کو بتا
خوش خرامی سے تری ہے گونجتی ساری فضا
ہے خرامِ ناز کی تیرے بندھی ہر سو ہوا
ہیں تری زد میں کبھی اونچی پہاڑی چوٹیاں
اور کبھی آباد تجھ سے سبز و دلکش وادیاں
مرغزاروں میں دکھاتی ہے تو وہ اٹکھیلیاں
جیسے گذرے سبزہ زاروں سے ہجومِ مہ وشاں
سبزہ زاروں سے گذر جاتی ہے یوں نغمہ کناں
چھیڑتی ہو جیسے سبزہ کو قبائے دلبراں

درمیانِ غنچہ و گل تیرا اندازِ خرام
دیدنی ہے سبزہ زاروں میں ترا نازِ خرام

رہتی ہے تو وادیوں میں اتنی آہستہ خرام
تندی و تیزی ہو تیرے واسطے جیسے حرام

اور ہو جاتی ہے صحرا میں تو ایسی تیز گام
دوڑتا پھرتا ہو جیسے کوئی اسپِ بے لگام

تو بدلتی رہتی ہے انداز اپنا بالعموم
ہے کبھی تو بادِ صرصر اور کبھی بادِ سموم

ہیں تری رفتار سے مانوس دشت و کوہسار
تیزی و تندی سے جیسے بہہ رہا ہو آبشار

کوئی دیکھے ریگزاروں میں تری جولانیاں
اپنے دامن میں لئے پھرتی ہے کتنی آندھیاں

گدگداتی ہے کبھی کلیوں کو تو مستانہ وار
چوم لیتی ہے کبھی پھولوں کو ہو کر بیقرار
کیوں سکوں ملتا نہیں پھر بھی تجھے اے بیقرار
غنچہ و گل پر ہوا کرتی ہے تو بیہم نثار
غنچہ و گل پر فدا ہوتی ہے یوں پروانہ وار
جیسے لیتا ہو بلائیں کوئی ہو کر بیقرار
تو اگر صحن چمن میں لیتی ہے انگڑائیاں
غنچہ و گل کو عطا ہوتا ہے اک حسنِ جواں
چلتی ہے جب تو شبِ ہجراں تو اے نازک خرام
نیند کر دیتی ہے تو عشاق کی یکسر حرام
کاٹتا ہے رات آنکھوں میں دیوانہ وار
چھین لیتی ہے دلِ عاشق سے تو صبر و قرار

ہے پہاڑوں کی کبھی تو چوٹیوں پر گامزن
ہیں تری زد میں کبھی صحرا کبھی صحنِ چمن

الغرض چلنے سے تجھکو کام ہے رکنا حرام
چلتی ہے سطحِ زمیں پر اور کبھی بالائے بام

چلتی ہے ایسی کبھی جیسے ہو طفلِ شیر خوار
اور کبھی ہے برق رو ایسی کہ جیسے شہسوار

اڑتی ہے تو کوہساروں میں کبھی مثلِ عقاب
اور دریا میں بناتی ہے کبھی قصرِ حباب

اور کرتی ہے کبھی تو رقص سطحِ آب پر
ایک گردش بن کے تو چھا جاتی ہے گرداب پر

اور آجاتی ہے جب تو گردشِ گرداب میں
ہے دکھاتی رقصِ بسمل آ کے پیچ و تاب میں

الغرض اک اک ادا ہے تیری جانِ اضطراب
ہیں تری بے چینیاں ہر لمحہ تیری ہمرکاب

تیری آوارہ مزاجی میں نہیں ہرگز کلام
کوئی منزل ہے تری راہی! نہ ہے کوئی مقام

کس گھڑی کس سمت جا نکلے نہیں کچھ اعتبار
جیسے آوارہ مسافر، جیسے شترِ بے مہار

بیقراری تیری ہر دم مائلِ پرواز ہے
اضطرابی کیفیت کا آخرش کیا راز ہے

گامزن ہیں ساتھ تیرے کیوں تری بیتابیاں
کون جانے کون سمجھے یہ ترا رازِ نہاں

ہے سکوں سے تجھکو نفرت اور بیتابی عزیز
یعنی ہر پہلو ہے تجھ کو رنگِ سیمابی عزیز

ہے تری حرکت میں پنہاں زیست کا رازِ نہاں
تو اگر ہو جائے ساکت ختم ہو سارا جہاں
ہے سکوں نا آشنا ہونا ہی اصلِ زندگی
قومیں اپنے جہدِ پیہم ہی سے ہیں آگے بڑھی
آج جانا، آج سمجھا یہ شمارِ نکتہ داں!
زندگی کا زندہ قوموں کی جو ہے رازِ نہاں

ابو بن ادہم*

(ترجمہ)

خواب میں کھل گئی جو آنکھ اک رات
دیکھی ادہم نے اک عجیب سی بات

---

* ABOU BEN ADHEM. - J.B.L. HUNT.

دیکھی کمرے میں چاندنی پھیلی ۔ گوشہ گوشہ میں روشنی پھیلی

کمرہ ایسا بنا تھا بقعۂ نور ۔ جیسے روشن ہوئی ہو وادیٔ طور

ایسا انبار روشنی کا تھا ۔ پھول گویا کھلا "للی" کا تھا

پھیلا کمرہ میں تھا عجب سکوں ۔ کارفرما ہو جیسے کوئی فسوں

پایا موجود نور کا سایا ۔ اک فرشتہ اسے نظر آیا

پوچھا ادہم نے اس سے عالی جناب ۔ کیسی ہے ہاتھ میں سنہری کتاب

اس میں تحریر کیا کیا ہے جناب ۔ کچھ بتائیں تو کیا لکھا ہے جناب

سن کے ادہم کی بات اس نے کہا ۔ کیا بتاؤں کہ اسمیں کیا ہے لکھا

"جو خدا کے ہیں چاہنے والے" ۔ "نام ان کے ہیں اسمیں میں نے لکھے"

"کیا ہمارا بھی نام ہے اسمیں" ۔ "کیا ہمارا مقام ہے اس میں"

مسکرا کر فرشتہ نے یہ کہا ۔ نام تیرا نہیں ہے اس میں لکھا

سُن کے یہ بات اس کو غم نہ ہوا
ہو کے خوش دل، فرشتہ سے بولا

لکھئے نام ان میں آپ ادہم کا
ہے جنھیں پیار ابن آدم کا

وہ جو انسان کو پیار کرتے ہیں
جان اس پر نثار کرتے ہیں

اس طرف تو لکھا کچھ اس نے نثار
اور ادہم ہوئے ادھر بیدار

دوسری شب فرشتہ پھر آیا
نام ان سب کا اس نے دکھلایا

وہ جنھیں خود خدا نے پیار کیا
اپنے محبوبوں میں شمار کیا

مرحبا جبکہ دیکھی نام کی "لسٹ"
نام ادہم کا تھا سر فہرست

آم

دیکھو بچّو! آم گرا
دیکھو، دیکھو" سیب گری
قدرت کی ہے کاریگری
آئی جو آندھی آم گرے
آم کی قسمیں مت پوچھو
آم ہے کوئی کھٹ مٹھا
یہ ہے دسہری، یہ چوسا
لذت سب کی جدا جدا
کوئی کھائے "پال" کے آم
کوئی "قلمی" کا قائل

بٹوہ جیسے مصری بھرا
یعنی کٹوری رس کی بھری
آموں میں شیرینی بھری
کھٹے، میٹھے رس کے بھرے
کھاؤ آم نہ پیڑ گنو
"ٹافی" کا کوئی ڈبا
لنگڑا، فجری اور کیا کیا
ہر اک شیرینی سے بھرا
کوئی چاہے "ڈال" کے آم
کوئی "تخمی" پر مائل

جو آم کے ہوتے ہیں شائق
وہ بچے ہوتے ہیں لائق

رس آم کا منہ میں بھرتے ہیں
اور شکر خدا کا کرتے ہیں

کھاؤ بچّو! میٹھے آم
لے کے اپنے رب کا نام

شکر کرو خالق کا نثار
جس کے کرم کا نہیں شمار

دھوم مچاتی سردی آئی

برف کی دیکھو اوڑھے رضائی
دھوم مچاتی سردی آئی

نکلی "توشک" اور "رضائی"
نکلے کمبل اور "دولائی"

سرد ہوا نے بات بڑھائی
نکلے سوئٹر، سوٹ اور ٹائی

اپنا رنگ جماتی آئی
منہ سے بھاپ اڑاتی آئی

اپنی دھاک جماتی آئی
گرمی کو جھٹلاتی آئی

"کافی" چائے پلاتی آئی
مکھن، "توس" کھلاتی آئی

بچوں کو للچاتی آئی "موم پھلی"[1] دکھلاتی آئی
میٹھی میٹھی ٹافی لائی بچوں کو بہلاتی آئی
سب نے ملکر کھائی مٹھائی سارے بچے بھائی بھائی
کیسی اچھی بات بتائی محنت کرنے کی رت آئی
آؤ پڑھنے بیٹھیں بھائی
سردی آئی، سردی آئی

[1] مونگ پھلی

گڑیا

یہ ہے میری ننھی گڑیا پیاری پیاری منّی گڑیا
بات ہے کرتی نرمی سے یہ نفرت رکھے گرمی سے یہ
ممّی کی یہ کاریگری ہے پیٹ میں اس کے روئی بھری ہے
بال ملائم ریشم جیسے ٹھنڈے ٹھنڈے شبنم جیسے

منہ پر گھونگھٹ ایسا پڑا ہے　　چاند سا مکھڑا چھانک رہا ہے

جسم ہے اس کا صندل جیسا　　ہے یہ ملائم مخمل جیسا

لگا ہوا ہے آنکھ میں کاجل　　جیسے کالے کالے بادل

دیکھو کپڑے صاف اور ستھرے　　بیٹھی ہے یہ پہنے اوڑھے

سب کی خیر مناتی ہے یہ　　ہاتھ دعا کو اٹھاتی ہے یہ

علم و ہنر سے بہرہ ور ہے
سب کے دل میں اس کا گھر ہے

غبّارہ

کیسا دلکش ہے غبّارہ　　رنگ برنگا پیارا پیارا

اوڑھے ہے رنگیں دوشالا　　بچوں کا من موہنے والا

بچوں کی ہے آنکھ کا تارہ　　ان کی مسرّت کا گہوارہ

بچے اس کے ہیں دلدادہ   اس کو چاہیں حد سے زیادہ

اس کی فطرت میں ہے چستی   دور بہت ہے اس سے سستی

یہ ہے فضا میں بہنے والا   بیہم اونچا اٹھنے والا

اڑنے پر جب یہ آجائے   "چندا ماما" تک ہو آئے

بچوں کو پیغام سنائے   سستی دیکھو پاس نہ آئے

بچوں کو کرتا ہے اشارہ   آگے بڑھنا کام تمھارا

آگے بڑھو اور بڑھتے جاؤ

دنیا میں کچھ کرکے دکھاؤ

چلتی پھرتی اک دیوار

چلتی پھرتی اک دیوار   دیکھی عجائب گھر میں نثار

ہلتی تھی وہ اِدھر اُدھر   چلتی تھی وہ کھمبوں پر

چار جڑے تھے اسمیں کھمبے
موٹے موٹے لمبے سے

دیوار سے تھا گنبد جو لگا
"پائپ" تھا اس سے جڑا ہوا

ادھر ادھر وہ ہلتا تھا
موٹا موٹا، بھدّا سا

بھالا لے کر بیٹھے تھے
"میاں مہاوت" اکڑے ہوئے

گنبد میں تھے، دروازے
چھوٹے چھوٹے بھورے سے

کہتے ہیں یہ اہلِ زباں
ہوتے ہیں دیوار کے کان

کان تھے اس کے جیسے سوپ
بھورا بھورا رنگ اور روپ

گدّا تھا دیوار کے اوپر
چمک رہی تھی جھم جھم چادر

ننّھے منّے بیٹھے تھے
پھولوں کے گلدستے تھے

گنبد میں سے دو بھالے
ادھر ادھر تھے نکلے ہوئے

چمک رہے تھے ایسے ساتھی
دانت دکھلائے جیسے ہاتھی

اب یہ بتاؤ ننھے ساتھی
دیکھی تھی دیوار کہ ہاتھی

ببلو میاں نے کی بسم اللہ

یہ ہیں میاں سفیان ہمارے — شوق سے ہیں یہ پڑھنے والے
پڑھنے پر ہیں یہ آمادہ — اور کتابوں کے دلدادہ
پڑھتے ہیں یہ فر فر فر — تتلاتے بھی ہیں اکثر
خوب سبق یہ سناتے ہیں — شاباشی بھی پاتے ہیں
پھیلے ہیں یہ دستِ دعا — سامنے تیرے ربِّ علیٰ
ہو عمر طبیعی ان کو عطا — صاحبِ حشمت ان کو بنا
ذوقِ علم رہے زندہ — ذوقِ عمل ہو پائندہ

گذریں ان کے ماہ د سال
علم و عمل سے مالا مال

چاند پہ پہونچا ہے انسان

چاند پہ پہونچے کا "زمونا ٹ" دیکھو بچو! ان کے ٹھاٹ

چاند پہ پہونچا ہے انسان اب ہے حقیقت جو تھا گماں

علم کا جاری ہے چشمہ جہد مسلسل ہر لمحہ

کاوش اپنی تعمیری کام نہ ہوگا تخریبی

پیہم آگے بڑھتے جاؤ دنیا میں کچھ کر کے دکھاؤ

"شانتی ساگر" چاند سے لاؤ امن و اماں کے دیپ جلاؤ

امن کے ہر سو پھول کھلاؤ دنیا کو گلزار بناؤ

علم و ہنر سے بہرہ ور ہو مستقبل تابندہ کر لو

علم کا ہے پیغام یہ سن لو
دنیا نئی تعمیر ہو بچو

ٹافی

میٹھی میٹھی، پیاری پیاری — کیسی اچھی ٹافی ہماری
ڈبوں میں ہے رہنے والی — بچوں کا من موہنے والی
نکلی پہنے رنگیں ساری — کرتی بچوں کی دلداری
آسانی سے مل جاتی ہے — بچوں کا دل بہلاتی ہے
شائق اس کے سارے بچے — پیارے پیارے، اچھے اچھے
شوق سے ٹافی کھانے والے — ٹافی کا گن گانے والے
اچھے نمبر لانے والے — محنت کا پھل پانے والے
اس کا نام جو سن پاتے ہیں — منہ میں پانی بھر لاتے ہیں
جو بچے ٹافی کھاتے ہیں — وہ شیریں لب ہو جاتے ہیں
میٹھی بولی بولتے ہیں وہ — راز محبت کھولتے ہیں وہ

آم اور اتحاد

غزلیں لکھتے تھے غالبؔ
آم کے رہتے تھے طالب

آم کے تھے وہ دلدادہ
بچّو! تم سے بھی زیادہ

آم کی بابت کہتے تھے
بہت سے ہوں اور سب میٹھے

آم ہو "تخمی" یا "قلمی"
شرط مگر ہے شیرینی

آم کی نسبت سے جو کہا
تم نے شاید نہیں سنا

کہتے تھے اکثر غالبؔ
کون نہیں ان کا طالب

آم ہے میوہ جنت کا
اسمیں رس ہے محبت کا

مل جل کر رہنے والے
پیار کا دم بھرنے والے

امن کی رہ پر چلتے ہیں
پیار کے روپ میں ڈھلتے ہیں

آم سے سب کو رغبت ہے
ایک "گدھے" کو نفرت ہے

ہم پڑھنے والے بچے ہیں

ہم پڑھنے والے بچے ہیں — ہم اچھے ہیں اور سچے ہیں
اپنی دھن کے ہم پکّے — ڈرتے نہیں ہیں محنت سے
ہم کو شوق ہے پڑھنے کا — پڑھ کر آگے بڑھنے کا
ہم کو کتابیں پیاری ہیں — یہ ننھّی ساتھی ہماری ہیں
ہم صبح سویرے اٹھتے ہیں — اور اپنی کتابیں پڑھتے ہیں
ہنسی خوشی ہم مکتب جاتے — محنت سے ہم پڑھ کر آتے
کھیل کے وقت ہم کھیلا کرتے — پڑھنے کے اوقات میں پڑھتے
وقت نہیں ہم کھوتے ہیں — بے وقت نہیں ہم سوتے ہیں
سب سے اچھے نمبر پاتے — ہم ہیں آگے بڑھتے جاتے
ہم ہیں محنت کرنے والے — محنت کا پھل چکھنے والے

دیکھئے مرغِ چمن ہے نغمہ خوان

(ترجمہ)

دیکھئے مرغِ چمن ہے نغمہ خواں — بانگ سے گونجی ہوئی ہیں وادیاں
موجزن ہے چشمۂ آبِ رواں — تیرتی ہیں جابجا مرغابیاں
جھیل کا پانی چمکتا ہے نثار — آئینہ جیسے دکھائے آبشار
کوئی دیکھے سبز کھیتوں کی بہار — دھوپ میں سوئے ہوئے ہیں پروقار
وہ جواں ہوں یا کہ بچے یا ضعیف — ہوں وہ طاقتور توانا یا نحیف
سب لگے ہیں اپنے اپنے کام پر — شادماں ہیں اور خوش ہنگام پر
چر رہے ہیں کھیت میں جو جانور — سر اٹھاتے وہ نہیں آتے نظر
ایک دو کیا سیکڑوں ہیں جانور — ایک ہی لیکن نظر آتا ہے سر
اس طرح چرنے میں ہیں کھوئے ہوئے — سر جھکا کر جیسے ہوں سوئے ہوئے
برف ساری پانی ہو کر بہہ گئی — جابجا بس تھوڑی تھوڑی رہ گئی
برف کے تودے ہیں یوں پگھلے ہوئے — جیسے لشکر ہار کر پیچھے ہٹے
ابر اٹھا اور کھل کے بارش ہو گئی — جاگ اٹھی جو تھی فضا سوئی ہوئی

THE COCK IS GROWING — W. WORDSWORTH.

کوہساروں کو ملی اک زندگی
ہر طرف چھائی ہوئی ہے تازگی

دادی اماں

دادی اماں آخرش ہے بات کیا — کیوں ہلا کرتا ہے سر یہ آپ کا
کیسے یہ تکلیف ہم دیکھا کریں — کچھ تو کہیے آخرش ہم کیا کریں
ہو اجازت تو یہ "ڈیڈی" سے کہیں — کچھ مداوا دادی اماں کا کریں
"ہے ضعیفی اک مرض اور لا علاج — ہو بھلا ایسے مرض کا کیا علاج"
"منقطع ہوتا ہے رشتہ عمر سے — ہے ضعیفی اور کوئی کیا کہے
"سانس چلتی ہے مگر مردہ ہوں میں — ایک لاشہ ہوں مگر زندہ ہوں میں"
پھر بتاؤں کیا تمھیں نورِ نظر — کیوں ہلا کرتا ہے "بیٹا" میرا سر

بیٹی عذرا! یہ مرض کوئی نہیں
کیا علاج عمر ہوتا ہے کہیں

